جناب بشیر انصاری ایم اے

اعتدال ـــــ اسلام کی نظر میں

حقیقت یہ ہے کہ اعتدال انسانی سیرت اور حسن و کمال کا ایک اہم جزو ہے۔ جب تک اعضاء میں ایک تناسب اور اعتدال نہ ہو انسانی خوبصورتی وجود میں نہیں آ سکتی اور نہ ہی اس کے بغیر اس کی تکمیل ہو سکتی ہے۔ افراط و تفریط حسن پیدا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ حسن، اعتدال اور تناسب سے ہی عبارت ہے۔ غور فرمائیے کہ جس چیز کو ہم جمال کہتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے؟ موزونیت اور تناسب۔ پھر یہی موزونیت اور تناسب ہے جو بناؤ اور خوبی کے تمام مظاہر کی اصل ہے۔ فاطر کائنات نے ہر چیز میں حسن پیدا کرنے کے لیے اس میں موزونیت اور تناسب رکھا جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ (الحجر ۱۹) — اور ہم نے زمین میں ہر ایک چیز موزونیت اور تناسب رکھنے والی لگائی۔

انسانی تخلیق کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ـــــ (سورۃ الانفطار) — وہ پروردگار جس نے تمہیں پیدا کیا پھر ٹھیک ٹھیک درست کر دیا پھر (تمہارے ظاہری و باطنی قویٰ میں) اعتدال و تناسب ملحوظ رکھا۔

ایک اور مقام پر انسان ہی کے بارہ میں ارشاد ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ — ہم نے انسان کو خوب سے اندازے پر پیدا کیا ہے۔

ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی خوبصورتی اور حسن و جمال کا راز اسی موزونیت، اعتدال، اور تناسب میں مضمر ہے۔

بلکہ وہ بے باکی تباہی کا آئینہ دار ہو گی اور اگر اس میں کمی ہو گی تو بزدلی کہلائے گی۔ ظاہر ہے کہ مؤخر الذکر دونوں صورتیں ناپسندیدہ ہیں۔ قوتِ عمل ہی کو لیجئے اگر اس میں اعتدال ہے تو انسان مدبر، منتظم اور ذکی و سمجھدار تصور کیا جاتا ہے اس کی رائے ہر معاملے میں صائب ہوتی ہے اگر یہی چیز حدِ اعتدال سے بڑھ جائے تو دھوکہ بازی، فریب دہی اور مکاری کہلاتی ہے اگر اس میں کمی ہو تو حماقت و بے وقوفی کہلائے گی۔ غرض جس وقت یہ ساری قوتیں حدِ اعتدال پر ہوں گی تو اس وقت ہی انسانی سیرت کا حسن کہلائیں گی۔ بصورت دیگر اعتدال سے بڑھنا اور گھٹنا دونوں اقلیمِ حسن سے خارج شمار ہوں گے جیسا کہ مشہور ہے:

خَيْرُ الْأُمُوْرِ أَوْسَطُهَا — سارے کاموں سے بہتر ان کے متوسط درجے کے ہوا کرتے ہیں۔

انسانی قوتوں کے ساتھ ساتھ شعر کی ہیئت پر غور فرمائیے کہ اس کی تاثیر کا دارومدار زیادہ تر الفاظ کے توازن پر منحصر ہے۔ یورپ کا ایک محقق لکھتا ہے کہ:

"اگرچہ وزن پر شعر کا انحصار نہیں ہے اور ابتدا میں وہ مدتوں اس زیور سے عاری رہا۔ مگر وزن سے بلاشبہ اس کا اثر زیادہ تیز اور اس کا منتر زیادہ کارگر ہو جاتا ہے۔"

شعر کی ہیئت کے علاوہ عناصرِ کائنات پر نظر دوڑائیے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ عناصرِ کائنات کی تمام رنگینی و رعنائی توازن و اعتدال کی مرہونِ منت ہے۔ اگر بادِ نسیم کے جھونکوں میں اعتدال نہ رہے تو اس کی تمام لطافت ختم ہو کر رہ جائے۔ باد و باراں میں اعتدال کی بجائے افراط ہو جائے تو وہ طوفان کی صورت اختیار کر لیں گے۔ دریا کی موجوں میں زیادتی سامانِ شیون ہو جایا کرتی ہے۔ اسی طرح دیگر مظاہرِ فطرت غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں اور ان کا وجود اعتدال و تناسب کا زندہ ثبوت ہے۔

قرآنِ مجید کے اس ارشاد کو پیشِ نظر رکھیے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

"ہمارے بندوں کی یہ شان ہے کہ نہ وہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل بلکہ اس کے بین بین حالت میں رہتے ہیں۔"

قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا — یعنی کھاؤ پیو مگر حد سے تجاوز نہ کرو۔ خدا حد
إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ — سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

سورۂ فرقان میں ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا

اور (طاعات مالیہ میں اللہ کے بندوں کا یہ طریقہ ہے کہ جب وہ خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا اس (افراط و تفریط) کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔

اسی طرح سورہ بنی اسرائیل میں ہے:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا

اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اس کو بالکل کھول دینا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا ہوا۔

مطلب بالکل واضح ہے کہ نہ کنجوسی اچھی چیز ہے اور نہ وسائل سے زیادہ سخاوت اچھی بات ہے۔ بلکہ ہر معاملہ میں توسط و اعتدال ہی احسن ہے۔ طاقت سے بڑھ کر خرچ کرنا اسراف ہے۔ اپنے وسائل کو بروئے کار لانا اور ان سے مستفید نہ ہونا کنجوسی ہے۔ حدیث میں آیا ہے:

ماعال من قصد

جس نے میانہ روی اختیار کی وہ محتاج نہیں ہوا

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

"محتاجی میں اعتدال کتنا اچھا ہے، دولت مندی میں میانہ روی کتنی اچھی ہے۔ عبادت میں توسط کتنا اچھا ہے"

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"دین فطرت اور صراط مستقیم سراپا اعتدال اور مجسمہ میانہ روی ہے"

سورہ مائدہ کے اکثر مقامات پر حسنِ اعتدال کو بہترین نمونہ کہا گیا ہے اور ہر قدم پر اعتدال کا پورا پورا التزام قائم رکھنے کو کہا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین فطرت کا نقطۂ کمال ہی اعتدال ہے اور بھلائی اور بہتری کی راہ صرف اعتدال اور میانہ روی کی راہ ہے۔ پھر یہ تاریخی حقیقت ہے کہ بہت سی قوموں نے اعتدال کی اہمیت کو نہیں سمجھا اور اس سے اعراض کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ افراط و تفریط کی وادیوں میں بھٹک گئیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ

اللہ تعالیٰ حد سے آگے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

(سورۂ بقرہ)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز اور آگے بڑھ جانا خدا کو ہرگز پسند نہیں۔ بلکہ وہ اس کی نظر میں نہایت مبغوض ہے۔

انسانی زندگی میں یہ اسلام کا طرۂ امتیاز ہے کہ اس نے تمام مسائل میں افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال اور میانہ روی کی راہ اختیار کی ہے۔ اعتدال کو صرف اخلاقی مسائل تک ہی محدود رکھا، بلکہ اسے عبادت غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں جاری کر دیا۔ سورہ بنی اسرائیل میں ہے۔

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا

اور نہ تو پکار اپنی دعا (یا نماز) میں اور نہ چپکے پڑھ اور ڈھونڈھ لے اس کے درمیان کی راہ۔

عبادت کی اسلام میں بے حد اہمیت ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسلام نے وہاں بھی اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ کیونکہ عبادت کے علاوہ اور بھی انسانی احتیاجات ہیں، جنہیں پورا کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے اسلام نے بیشتر مسائل حیات میں میانہ روی کی تلقین کی ہے تاکہ زندگی کی گاڑی ایک تناسب اور سکون کے ساتھ سرگرم سفر رہے۔

مولانا ابو الکلام آزاد نے حقیقت الحج کے ایک مقام پر لکھا ہے کہ:

دین دنیا کے معاملہ میں لوگوں کی عالمگیر گمراہی یہی رہی ہے کہ یا تو افراط میں پڑ گئے یا تفریط میں اور راہِ اعتدال گم ہو کر رہ گئی۔ دنیا کا حد سے زیادہ انہماک بھی نہ ہو کہ آخرت سے یک قلم بے پرواہ ہو جاؤ اور نہ ہی آخرت کے استغراق میں اس قدر فنا ہو جاؤ کہ ترکِ دنیا اور رہبانیت کا دم بھرنے لگو۔ لیکن دینِ حق کی راہ انسان کے ہر عمل حیات کی طرح اعتدال اور توسط کی راہ ہے اور صحیح زندگی اسی کی زندگی ہے جو کہتا ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً

پروردگا ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے۔

ضروری اعلان

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے بصورت دیگر تعمیل ارشاد میں تاخیر کا ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

وی پی آرہا ہے! جن معاونین کا زرِ تعاون ختم ہو چکا ہے انہیں یہ پرچہ بذریعہ وی پی بھیجا جا رہا ہے جسکا وصول کرنا انکا دینی، جماعتی اور اخلاقی فریضہ ہے۔

(مینیجر)